© rasailojaraid.com

چند یادیں، کچھ تاثرات

مرتبہ: عبدالمجید ساجد

○ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی°

مولانا مودودیؒ کی تحریروں نے جدید تعلیمی اداروں میں ماحول کو پاکیزہ کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ایک وقت تھا کہ تعلیمی اداروں میں لوگ چھپ چھپ کر نماز پڑھتے تھے، مگر مولانا مودودیؒ کی کتابیں پڑھ کر لوگوں میں یہ جرأت پیدا ہوئی کہ وہ کھل کر تعلیمی اداروں میں نماز پڑھنے لگ گئے اور نماز نہ پڑھنے والے شرمندہ ہونا شروع ہو گئے۔

رموز تصوف کے حوالے سے مولانا مودودیؒ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ وہ آج کل کے صوفیہ کے تو خلاف تھے۔ اس تصوف کے تو مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی مخالف تھے، شاید مروجہ تصوف کے بریلوی بھی قائل نہیں ہیں۔ لیکن صحیح تصوف کے مولانا مودودیؒ قائل تھے۔ تصوف تو حدیث پر عمل کرنے کا نام ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ کبر، کینہ، غرور، بغض اور حسد نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سب دل کے امراض ہیں، ان چیزوں سے دل کو پاک ہونا چاہیے۔ اور دل کو امراض سے پاک کرنا ہی اصل تصوف ہے۔ یہ تصوف تو حدیث میں بھی آتا ہے، اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ قرآن میں آتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (یقیناً فلاح پا گیا، وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا کہ تمھیں کتاب اللہ کی دعوت بھی دیتا اور تمھارے دل کا تزکیہ بھی کرتا ہے۔ لہٰذا کفر بھی نہ ہو، حسد بھی نہ ہو، کدورتیں بھی نہ ہوں، کینے اور عداوتیں بھی نہ ہوں تو اس قسم کے تصوف سے وہ انکار نہیں کرتے

○ ممتاز عالم دین، صدر مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے۔ البتہ جو جدید تصوف ہے اسے وہ صحیح نہیں سمجھتے تھے' آج کل کے صوفیا بڑے بڑے محلات میں رہتے ہیں اور وزیروں مشیروں سے بھی زیادہ پُرتعیش زندگی گزار رہے ہیں تو ان صوفیا کو کوئی بھی عالمِ دین قبول نہیں کرسکتا اور ایسے تصوف کے مولانا مودودیؒ بھی خلاف تھے۔

مولانا مودودیؒ بہت بڑے عالم دین تھے' اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو بڑا عالم دین نہیں کہتے تھے۔ ایک معاملے میں' میں نے مولانا سے کہا: "میرا خیال ہے کہ تفہیم القرآن میں فلاں جگہ پر الفاظ درست استعمال نہیں کیے گئے' اگر انھیں تبدیل کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔ انھوں نے بعد میں وہ الفاظ میرے کہنے پر تبدیل کر دیے۔ یہ ان کی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت تھا۔

وہ اکثر جامعہ اشرفیہ میں آیا کرتے تھے' جمعۃ المبارک یہیں ادا کرتے' اس طرح میری ان سے بڑی ملاقاتیں ہوتیں' میں نے انھیں بہت حلیم' مدبّر اور مفکر پایا۔

○ جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال°

مولانا مودودی سے میری باقاعدہ ملاقات ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں ہوئی' جب میں' ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے مقابلے میں لاہور سے قومی اسمبلی کے ایک حلقے سے مسلم لیگ کا امیدوار تھا۔ انتخابات کے سلسلے میں' مولانا مودودی سے ملنے گیا' تاکہ ان سے جماعت اسلامی کے حلقے کے ووٹوں کے لیے گزارش کروں۔ میرے ساتھ آغا شورش کاشمیری مرحوم بھی تھے۔ مولانا نے شفقت کرتے ہوئے ہم سے بڑا تعاون فرمایا۔ اسی حلقے سے نواب زادہ نصراللہ خان صاحب کی پاکستان جمہوری پارٹی کے جنرل سرفراز خان بھی کھڑے تھے۔ ہم نے مولانا سے کہا کہ وہ انھیں بٹھانے کے لیے نواب زادہ صاحب کو کہیں' اور مولانا نے انھیں فون کیا۔ لیکن نواب زادہ صاحب نے کہا کہ میرا کوئی اختیار نہیں۔ تاہم میں انتخابات میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اس کے بعد مولانا جب بھی ملتے بڑی شفقت اور محبت سے ملتے۔

مولانا مودودی کے علامہ اقبال سے بہت اچھے تعلقات تھے' پاکستان کے وجود میں آنے سے پیشتر علامہ اقبال نے چند علما کو موجودہ پاکستان کے علاقے میں بلانے کی کوششیں کیں' اسی سلسلے

° جسٹس (ر) سپریم کورٹ آف پاکستان' سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ

© rasailojaraid.com